Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 5 (July-Sep 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Tradition of mystic translations in Urdu

اردو میں متصوفانہ تراجم کی روایت

Zee Hasham Haider
Ph. D Scholar, Department of Urdu, NCBA&E, sub-campus, Multan,
zeehashamhaider1@gmail.com

Zubaida Manzor
Ph. D Scholar, Department of Urdu, NCBA&E, sub-campus, Multan,
zaibawan704@gmail.com

Dr. Muhammad Shakil Patafi
Professor, Department of Urdu, NCBA&E, sub-campus, Multan,
shakilpitafi@gmail.com

Abstract

There is a tradition of translations in different languages of the world. It cannot be denied that translation has been the main need of every language in every era. Translation helps in the development and spread of any language. There is no doubt that translation is a difficult art. Two civilizations stand before the translator. It is not enough for the translator to simply transfer the meaning of the other language into his language. The translation into the Urdu language started from Persian. The first translation was from Persian to Urdu. It was a tranaslation of a part of Amir Khusrau's Masnavi "Masnavi Hasht Behesht" by Malik Khurshid in 1056 AD. While the second translation was made by Tabi in 1087 AD of Nizami Ganjavi's Masnavi "Haft Pekar" Under the name "Bahram wa Gul Andam". A large part of Urdu classical literature consists of translations. Especially prose literature has started with translations. Like "Sab Ras" Karbal Katha", "Nu Tarz Mursa"," Bagh-o-Bdhar, and Araish-e-Mahfil" some of them are translations while others are derived from Persian. As far as the precious and precious Knowledge capital available in written form on the subject of Sufism is concerned. It is an undisputed fact that it has been the custom of the sufis that they have concentrated their attention on the teaching and teaching of the popular Sciences in their respective eras. During the early period of Sufism, most of the books on the subject of Sufism were written in Arabic, and this trend continued even later, when Persian was preferred instead of Arabic, and then Persian. Urdu language was chosen to promote Sufism instead, as a result of which we find Urdu translations of books written on the subject of Sufism.

Keywords: Translations, Mystic, Urdu Language, Urdu classical literature, Sufism.

تعارف

دنیا کا قدیم ترین ادبی ترجمہ ہومر کی "اوڈیسی" کا یونانی سے لاطینی زبان میں ترجمہ تھا۔ یہ ۲۵۰ قبل مسیح کا قصہ ہے۔ جب لیویلیوس اینڈرونیکس نے ہومر کی رزمیہ کو لاطینی زبان میں منتقل کیا۔ ۲۵۰ قبل مسیح سے ۴۶ قبل مسیح تک "ترجمہ" ایک حد تک تخلیق کے درجے پر فائز تھا۔ ۱۵ ویں صدی عیسوی تک آتے آتے تخلیق اور ترجمے میں درجہ بندی تو ہو گئی لیکن ترجمے کی اہمیت کسی طرح کم نہ ہوئی۔ اس کے باوجود کہ ۱۵ ویں صدی عیسوی تک تخلیق کاروں نے مترجمین کی خاصی مٹی پلید کی اور انہیں نمک حرام اور غدار تک کہا، دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی زمانے میں گوئٹے نے کھل کر ترجمے کے حق میں بات کی۔[1]

CC BY

دنیائے ادب کی بیشتر زبانوں میں تراجم کی روایت موجود ہے۔ اردو زبان کا دامن بھی ترجمہ سے خالی نہیں۔ اردو کے ابتدائی شعری اور نثری ادب کی عمارت زیادہ تر تراجم کی بنیاد پر استوار نظر آتی ہے۔ شاعری میں قدیم دکنی مثنویوں کا پلاٹ فارسی یا عربی سے لیا گیا ہے۔ نثری ادب میں ابتدائی اردو قصے بھی فارسی و عربی کی وساطت سے اردو میں آئے۔ اردو تراجم کی روایت زیادہ قدیم نہیں ہے۔ جس کی بنیادی وجہ خود اردو زبان کی کم عمری ہے۔[۲]

اردو زبان میں تراجم کی ابتداء

اردو زبان میں ترجمہ کا آغاز فارسی سے ہوا۔ یہ کام سلطنت بیجاپور میں ہوا۔ جہاں حکومت رائج الوقت فارسی کی جگہ مقامی زبان کی سرپرستی کر رہی تھی۔ سب سے پہلا ترجمہ ملک خورشید نے ۱۰۵۶ء میں امیر خسرو کی مثنوی "مثنوی ہشت بہشت" کے ایک جزو کا اور دوسرا ترجمہ ۱۰۸۷ء میں طبعی نے نظامی گنجوی کی مثنوی، "ہفت پیکر" "کا" بہرام و گل اندام" کے نام سے کیا۔ اردو کے کلاسیکی ادب کا بڑا حصہ تراجم پر مشتمل ہے۔ خصوصاً نثری ادب کی ابتداء تراجم سے ہوئی۔ "سب رس"، "کربل کتھا"، "نوطرز مرصع"، "باغ و بہار"، "آرائش محفل" یا تو تمام ترجمے ہیں یا فارسی سے ماخوذ[۳] مغربی زبانوں سے پہلا ترجمہ ایوریند شلٹز کا کیا ہوا "بائبل" کا ترجمہ بتایا جاتا ہے اور "بائبل" کا دوسرا ترجمہ غالباً فطرت لکھنوی کا تھا۔ جو فورٹ ولیم کالج کے لیے کیا گیا۔ خود جان گلکرسٹ نے اپنی کتاب "ہندوستانی زبان کے قواعد" کو شیکسپیئر کے بعض اقتباسات کے اردو تراجم سے مزّین کیا۔ اس کے بعد آج تک تراجم کا سلسلہ بڑھتا ہی گیا ہے۔[۴]

جہاں تک موضوع تصوف پر موجود گرانقدر و گرانمایہ علمی سرمایہ کا تعلق ہے تو یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرات صوفیہ کا یہ معمول رہا ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے دور میں علوم متداولہ کے درس و تدریس کی طرف پوری پوری توجہ کی ہے اوران مساعی کو وصول مطلوب سے پہلے ضروری اور مفید سمجھتے تھے اور صرف درس و تدریس ہی نہیں بلکہ تصوف و طریقت کے موضوع پر ان حضرات نے قلم اٹھایا، چنانچہ، عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں بصورت نثر و نظم بزرگان سلوک و طریقت اور مشائخ عظام جو ذخیرہ اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ وہ بہت ہی گرانمایہ اور گراں بہا ہے۔[۵]

مختلف ادوار

دور اوّل کی تصوف کے موضوع پر زیادہ تر کتابیں، عربی زبان میں لکھی گئی تھیں بعد کو بھی یہ سلسلہ جاری و ساری رہا لیکن پھر عربی زبان کے بجائے فارسی زبان کو اظہار خیال کے لیے پسند کیا جانے لگا۔ دوسرا دور صوفیہ کرام کی علمی تصانیف کا دور ہے یعنی ان حضرات نے تصوف کو بطور ایک نظریہ اور ایک فکری رجحان کے پیش کیا۔ یہ وہ دور ہے جب کہ فلسفہ و حکمت نے تصوف میں اپنے ریشے پہنچا دیئے تھے اور مباحث دینی میں بھی ان کا نفوذ ہو چکا تھا اور یہ کام علمائے اسلام، مفکرین اسلام اور ارباب حکمت و فلسفہ کی مستفید کوششوں سے سرانجام پایا۔ کتب تصوّف کے مکمل تعارف کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ مناسب یہ ہوگا کہ ان تمام کتب میں سے اہم ترین اور دیگر ایسی تصانیف سے آپ کا تعارف کروایا جائے جو اس وقت موجود ہیں یا وہ بطور آخذ پیش کی جاتی رہی ہیں۔

کتاب رعایته لحقوق اللہ:

تصوف کی قدیم ترین کتاب ہے۔ شیخ حارث محاسبی کی اور بھی چند تصنیفات تصوف کے موضوع پر ہیں۔ لیکن ان میں صرف ایک یہی کتاب دستیاب ہے۔ کتاب عربی زبان میں ہے۔ اس کو ایک مشہور مستشرق (مارگات اسمتھ) نے ۱۹۴۰ء میں اپنے مقدمے کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس کتاب کا فارسی ترجمہ ڈاکٹر محمود رضا افتخارزادہ نے کیا جسے جامی پبلشرز تہران۔ ایران نے ۲۰۱۱ء میں شائع کیا۔

کتاب اللمع فی التصّوف:

یہ کتاب مصنف ابو النصر عبد اللہ بن علی السّراج طوسی کی ہے۔ آپ کا انتقال ۳۸۸ھ میں ہوا۔ یہ کتاب تصوّف کی قدیم ترین کتاب ہے اور چوتھی صدی ہجری کے وسط کی تصنیف ہے۔ یہ گراں مایہ کتاب انیسویں صدی عیسوی تک نایاب تھی۔ بیسویں صدی عیسوی کے عظیم مستشرق نے جن کو صوفیاء کرام سے والہانہ تعلق تھا۔ یعنی پروفیسر نکلسن کی تلاش اور کاوش سے یہ کتاب ان کے بیش قیمت مقدمہ کے ساتھ جو انگریزی زبان میں ہے۔ ۱۹۱۴ء میں شائع کر کے ایک قابل قدر کارنامہ سرانجام دیا۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ۱۹۸۶ء میں ڈاکٹر پیر محمد حسن نے کیا۔ جسے ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس کتاب کا ایک اور ترجمہ سید اسرار بخاری نے کیا یہ ترجمہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور نے ۱۴۱۹ ہجری میں شائع کیا۔

کتاب التعرّف لمذہب التصّوف:

یہ گراں مایہ کتاب شیخ ابو بکر محمد بن ابراہیم بخاری الکلابادی کی تصنیف ہے، یہ کتاب مبسوط اور ضخیم نہیں ہے۔ اس کی زبان عربی ہے۔ اس کتاب کا سال تالیف تو نہیں معلوم ہو سکا۔ البتہ چونکہ مصنف شیخ ابو بکر محمد کا سال وفات ۳۸۰ھ ہے۔ اس لیے یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتاب "اللّمع" کی طرح "تعرف" بھی چوتھی صدی ہجری کی تصنیف ہے اور اس طرح اس کو قدیم ترین کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کا ایک اردو ترجمہ مکتبہ "المعارف" لاہور نے شائع کیا اور دوسرا ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے اکتوبر ۱۹۷۱ء میں کیا۔ جسے اسلامک بک فائونڈیشن لاہور نے شائع کیا۔

قوت القلوب فی معاملته المحبوب:

مشہور زمانہ صوفی شیخ ابو طالب مکّی (محمد بن علی بن عطا الحارثی) کی ایک بہت ہی جامع تصنیف ہے، یہ کتاب بھی عربی میں ہے اور ۱۳۱۰ھ میں کسی معتبر مخطوطہ سے اس کو مصر میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ۱۹۸۳ء میں محمد منظور ابو جیدی نے کیا۔ جسے شیخ غلام علی اینڈ سنز لمٹیڈ لاہور نے شائع کیا۔

طبقات الصّوفیہ:

یہ مشہورِ زمانہ شیخ طریقت ابوعبدالرحمن محمد بن الحسین السلمی نیشاپوری کی تصنیف ہے۔ شیخ ابوعبدالرحمن دنیائے تصوّف میں حضرت سلمی نیشاپوری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا سالِ وفات ۴۱۳ھ ہے۔ طبقات الصوفیہ چوتھی صدی ہجری کے اوٓاخر کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب بھی عربی زبان میں ہے۔

حلیۃ الاولیای:

مشہور زمانہ عالم، محدث حضرت ابوالنعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصنیف ہے گویا یہ پانچویں صدی ہجری کی تصوّف کے موضوع پر گرانقدر اور مشہور تصنیف ہے۔ عربی زبان میں صوفیاء کرام کا ایک مستند اور قدیم تذکرہ ہے۔ شیخ و محدّث ابوالنعیم نے اپنی وفات سے آٹھ سال پہلے ۴۳۲ھ میں اس تذکرہ کا تکملہ کیا۔ یہ کتاب نایاب بعض مخطوطات سے مقابلہ اور تصیح کے بعد ۱۳۵۰ھ میں مصر میں طبع ہوچکی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی نے شائع کیا۔

رسالہ قشیریہ:

شیخ طریقت ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری نیشاپوری (متوفی ۴۶۵ھ) کی مشہور تصنیف ہے۔ چونکہ بہت مبسوط اور ضخیم نہیں ہے۔ اس لئے "رسالہ" کے نام سے موسوم ہے اور مصنف کے نام کی رعایت سے "رسالہ قشیریہ" کے نام سے متعارف ہے۔ دوسری کتب تصوّف کی طرح یہ بھی ۱۳۴۲ھ میں مصر سے طبع ہوئی ہے اور عام طور پر دستیاب ہے۔ اس کتاب کی زبان بھی عربی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے کیا۔ جسے ادارہ تحقیقات اسلامی، فیصل مسجد اسلام آباد نے شائع کیا۔

کشف المحجوب:

پانچویں صدی ہجری کی تصوّف کے موضوع پر فارسی زبان میں مشہور عالم کتاب ہے۔ خصوصاً ایران اور برصغیر ہندوپاک میں بہت مقبول ہے۔ جو شیخ طریقت حضرت سید علی ہجویری (متوفی ۴۷۰ھ بمقام لاہور) کی ایک گرانمایہ تصنیف ہے۔ کشف المحجوب فارسی زبان میں تصوف کے موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ اب تک جتنی کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ ان کی زبان عربی تھی۔ اس کتاب سے عامۃ المسلمین کی دلچسپی تو ظاہر ہے۔ مستشرقین نے بھی اس کتاب کی بلندپائیگی کے باعث اس کی طرف خاص توجہ کی۔ مشہور مستشرق پروفیسر نکلسن نے ۱۹۱۴ء میں اس کا انگریزی ترجمہ کیا اور ایک محققانہ مقدمہ اس پر تحریر کیا۔ بلاد مغرب میں یہ ترجمہ بہت مقبول ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۲۰ئ میں روسی پروفیسر ژوکوفسکی نے متعدد مخطوطات سے اس کی تصیح کی اور اس کے منابع اور مآخذوں کا پتہ چلایا اور اپنے مقدمہ کے ساتھ لینن گراڈ سے اس کو شائع کیا۔ روسی مستشرقین نے تصوّف کی صرف چند کتابوں ہی کو اپنا مرکز تحقیق بنایا ہے۔

کشف المحجوب انہی چند کتابوں میں سے ایک ہے۔ مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے باک نہیں کہ روسی مستشرق کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس کی کاوش و تحقیق کے نتیجہ میں بہت سے تحقیقی اور ادبی مباحث اور حضرت سید علی ہجویری کی زندگی کے نئے رُخ ہمارے سامنے آئے ہیں اور اس برگزیدہ ہستی کی بہت سی تصانیف سے ہم آشنا ہوئے ہیں۔ اگرچہ کشف المحجوب (فارسی) اور اس کے تراجم متعدد بار ہندوستان اور پاکستان میں شائع ہوچکے ہیں، لیکن اس مقدمہ کے بعد جب کشف المحجوب ایران میں شائع ہوئی تو اس مقدمہ سے استفادہ کے بعد اردو تراجم اور حضرت سید علی ہجویری کے سوانح حالات میں ایک ندرت اور نئی شان پیدا ہوگئی۔ اس روسی زبان کے مقدمہ کو تہران کے مشہور ادیب نے عصر حاضر کی فارسی میں منتقل کرکے شائع کیا اور اس نے بہت قبولیت حاصل کی۔ کراچی میں مکتبہ زوّار کے یہاں سے جو صاحب چاہیں پروفیسر ژوکوفسکی کی مرتبہ کشف المحجوب کو حاصل کرسکتے ہیں، اردو زبان میں کشف المحجوب کے متعدد ترجمے اب تک شائع ہوچکے ہیں۔

احیاء العلوم الدین معروف بہ احیاء العلوم:

حجۃ الاسلام ابوحامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکتہ آلارا مشہور زمانہ گراں قدر مبسوط و ضخیم تصنیف ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی کی تصانیف کی تعداد کئی سو تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے بہت سی کتابیں شائع ہوچکی ہیں، لیکن جو شہرت تصوّف کے موضوع پر آپ کی "احیاء العلوم" اور "کیمیائے سعادت" کو میسر آئی اور مشہور زمانہ ہوئیں۔ ایسی شہرت آپ ہی کی تصانیف کو نہیں بلکہ دوسرے مصنفین کی تصانیف کو بھی میسر نہ ہوسکی۔

احیائے العلوم اور کیمیائے سعادت اسلامی اخلاق اور تصوف پر بے نظیر کتابیں ہیں۔ احیاء العلوم کی بہت سے شرحیں لکھی جاچکی ہیں، تعلیقات و تراجم اس کے علاوہ ہیں۔ عہد شمسی میں مولانا جرجامی نے احیاء العلوم کا فارسی ترجمہ کیا۔ اردو زبان میں مولوی احسن نانوتوی کا ترجمہ اس کا پہلا ترجمہ ہے۔ پاکستان میں اسی نولکشوری ترجمہ کو بعینہٖ کئی ناشروں نے اپنے اپنے ادارے کے نام سے شائع کردیا ہے۔ اسی طرح ایک ترجمہ اردو زبان میں "افکار غزالی" کے نام سے مولانا محمد حنیف ندوی نے کیا۔ جسے ادارہ ثقافت، اسلامیہ کلب روڈ، لاہور نے شائع کیا۔

اسی طرح "کیمیائے سعادت" کے بھی اردو میں تراجم ہوچکے ہیں۔ جن میں سے ایک ترجمہ نائب نقوی نے کیا۔ جسے شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور نے شائع کیا۔ جبکہ دوسرا ترجمہ مولانا فخر الدین احمد صدیقی نے کیا، جسے مشتاق بک کارنر، لاہور نے شائع کیا۔ اسی طرح "کیمیائے سعادت" کا ایک اور ترجمہ دسمبر ۱۹۸۰ئ میں محمد سعید الرحمن علوی نے کیا، جسے مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور نے شائع کیا۔ برصغیر میں عامتہ الناس کے افادہ کے لئے اس کے متعدد تراجم ہوئے، مگر سب سے قدیم ترجمہ "اکسیر ہدایت" کے نام سے مطبع نولکشور، لکھنؤ میں کئی مرتبہ شائع ہوچکا ہے۔ ان دو مشہور زمانہ کتب کے علاوہ امام غزالی کی ایک اور تصنیف "روضۃ الطالبین و عمدۃُ السالکین" کا بھی اردو ترجمہ منظر عام پر آچکا ہے۔ جسے ۱۹۷۷ء میں مکتبہ معین الادب لاہور نے عبدالصمد صارم سے لکھوا کر شائع کیا۔ اسی طرح امام غزالی کی ایک اور تصنیف "المنقذ من الضلال" کا اردو ترجمہ بھی ہوچکا ہے۔ جسے مولانا محمد حنیف ندوی نے "سرگزشت غزالی" کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا جسے ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور نے شائع کیا ہے۔ "مکاشفۃ القلوب" حجۃ الاسلام امام غزالی کی ایک اور تصنیف ہے جسے مولانا محمد عطاء اللہ نے ۱۴۰۰ھ میں اردو زبان میں ترجمہ کیا۔

CC BY

فتوح الغیب:

شیخ المشائخ حضرت سید عبد القادر الجیلانی کی مشہور زمانہ تصنیف ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم جس طرح تقریر کی دنیا میں ایک آتش نفس مقرر تسلیم کئے گئے ہیں اسی طرح تحریر کی دنیا میں بھی آپ کا ایک منفرد مقام ہے۔ فتوح الغیب کی تصنیف و ترتیب کے سال کا تعین کرنا دشوار ہے اور یہ فیصلہ کرنا بھی مشکل ہے کہ یہ کتاب پانچویں صدی ہجری کی تالیفات و تصنیفات میں شمار کیا جائے۔ اس لئے کہ حضرت سیدنا غوث الا عظمی ولادت باسعادت کا سال ۴۷۰ھ ۴۷۱ھ اور سال وفات ۵۶۱ھ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فتوح الغیب آپ نے ۵۰۰ھ سے قبل تصنیف فرمائی ہو اور اس امر کا بھی امکان ہے کہ ۵۰۰ھ کے بعد اس کو تحریر فرمایا ہو، بہر حال فتوح الغیب کو بھی دنیائے تصوف میں ایک بلند مقام حاصل ہے۔ فتوح الغیب کے بھی اس برصغیر میں متعدد ترجمے اور شروح فارسی اور اردو میں چھپ چکے ہیں۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی اپنی کتاب "تصوف اسلام" میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد الحق مُحدث دہلوی نے "فتوح الغیب" کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ جو آج کل بالکل نایاب ہے۔ جبکہ دنیائے تصوف کی اس عظیم کتاب کا اردو ترجمہ ۱۹۷۴ء میں شمس بریلوی نے کیا۔ جسے مدینہ پبلشنگ کراچی نے شائع کیا۔ اس کے علاوہ ایک اور اردو ترجمہ راجا رشید محمود نے کیا ۔ جسے فرید بک سٹال اردو بازار لاہور نے شائع کیا۔

غنیۃ الطالبین:

سید غوث الاعظم کی ایک اور مشہور تصنیف ہے ۔ یہ بھی عربی زبان میں ایک مبسوط تصنیف ہے۔ غوث الاعظم نے غنیۃ الطالبین کے دیباچہ میں اس کتاب کی تصنیف کی وجہ اور ضرورت پر خود اظہار خیال فرمایا ہے یہ کہنا دشوار ہے کہ آپ نے کس سال اس تصنیف پر قلم اٹھایا اور کب اس سے فراغت پائی۔ حضرت محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عوام کے افادہ کے لیے اس کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ جو محدث دہلوی کے زمانے میں متعدد نقول کے ذریعہ اطراف واکناف ہند میں پہنچ گیا تھا اور طباعت کا شرف نولکشور پریس لکھنؤ کے حصہ میں آیا۔ جبکہ اس تصنیف کا اردو ترجمہ ۱۳۹۴ھ میں مولانا احمد صاحب مدراسی نے کیا جسے مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور نے شائع کیا اور دوسرا اردو ترجمہ مولانا راغب رحمانی دھلوی نے کیا جسے نفیس اکیڈمی کراچی نے شائع کیا۔

کتاب اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید:

اب تک جن کتابوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان کا موضوع تصّوف اور صوفیاء کرام کی اجتماعی زندگی، ان کے اخلاق اور ان کے اذکار و افکار پر مشتمل تھا۔ تصّوف کے اسرار اور رموز طریقت کو عمومی حیثیت اور نوعیت سے بیان کیا جاتا تھا لیکن کتاب اسرار التوحید جیسا کہ اس کے پورے نام سے ظاہر ہے۔ شیخ طریقت حضرت شیخ ابو سعید کے حالات پر لکھی گئی ہے اور اس طرح کسی ایک شیخ طریقت کے حالات و سوانح پر لکھی جانے والی یہ پہلی کتاب ہے۔ گویا یہ "تذکرۃ الاولیائ" کا بنیادی نقطہ ہے۔ جس نے کچھ مدت بعد "تذکرۃ الاولیائ" کی تالیف کی طرف مصنفین اور مؤلفین کو متوجہ کیا اور مشائخ عظام اور صوفیاء کبار کے حالات پر ضخیم کتابیں مرتب ہونے لگیں۔

تذکرۃ الاولیائ:

حضرت شیخ المشائخ فرید الدین عطار (متوفی ۶۲۰ھ) چھٹی صدی ہجری کے اواخر میں لکھی جانے والی تصّوف کی کتابوں میں مشہور زمانہ تصنیف ہے، ۸سو سال کا طویل عرصہ گذر جانے پر بھی حضرت عطار کے "تذکرہ" کی شہرت اسی طرح قائم ہے، طبقات الصوفیہ کے بعد عرفا و صلحاء کا یہ سب سے زیادہ جامع تذکرہ ہے۔ جس کے اردو تراجم مدتوں سے اس برصغیر میں شائع ہو رہے ہیں۔ سب سے پہلے اس کا اردو ترجمہ نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا اور اس کے بعد قیام پاکستان کے بعد بھی متعدد ترجمے شائع ہو چکے ہیں اور یہی اس تذکرہ کی قبولیت کی دلیل ہے۔

عوارف المعارف:

حضرت شیخ المشائخ بانی سلسلہ سہر وردیہ حضرت شہاب الدین سہر وردی (متوفی ۶۳۴ھ) کی مشہور کتاب ہے اور دنیائے تصوّف میں اس کو ایک بہت ہی اعلیٰ اور بلند مقام حاصل ہے۔ "عوارف المعارف" ۵۶۰ھ میں تصنیف ہوئی ہے یہ عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ فارسی و عربی میں اس کی متعدد شروح لکھی گئیں، فارسی میں اس کی دو شرحیں بہت مشہور ہیں۔ ایک مترجم ظہیر الدین عبد الرحمن بن علی شیرازی ہیں اور دوسرے شیخ عز الدین محمود بن علی نطنزی کاشانی ہیں۔ ترکی زبان میں بھی عوارف المعارف کا ترجمہ عارفی نامی بزرگ نے کیا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں فارسی کے مترجمین حضرات میں حضرت سید بندہ نواز گیسو دراز بہت مشہور ہیں۔ اردو زبان میں سب سے پہلا ترجمہ نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا اور مولوی محمد احسن نانوتوی اس کے مترجم ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بھی اس کا اردو ترجمہ شائع ہوا۔ ۱۹۷۷ء میں شمس بریلوی نے مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی کے تعاون سے شائع کیا جبکہ ایک اور اردو ترجمہ مولانا ابو الحسن مرحوم نے کیا جسے ملک اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور نے شائع کیا۔

چہار رسالہ شیخ الاشراق:

یہ بھی شیخ شہاب الدین سہر وردی کی مشہور کتاب ہے جس کے اردو مترجمین کمال محمد حبیب و ارشاد احمد ہیں اس ترجمے کو اقبال اکادمی پاکستان لاہور نے ۱۹۸۲ء میں شائع کیا۔

فتوحات مکیۃ:

عارف کامل شیخ اکبر محی الدین ابن العربی (اندلسی) متوفی ۶۳۸ھ کی مشہور زمانہ کتاب ہے، اس کتاب کی زبان بھی عربی ہے اور یہ تصوف کی بہت بلند پایہ کتاب ہے۔ حیدر آباد دکن سے "دار الترجمہ" کے زیر اہتمام اس کا اردو ترجمہ شائع ہوا تھا لیکن وہ آجکل نایاب ہے۔ ممکن ہے کہ بعض کتب خانوں میں موجود ہو۔ ایک اور اردو ترجمہ مولوی محمد فضل خان نے ۱۹۹۹ء میں لکھا جسے تصوف فاؤنڈیشن، لاہور نے شائع کیا۔

CC BY

فصوص الحکم:

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی (اندلسی) متوفی ۶۳۸ھ کی دوسری مشہور کتاب ہے اس کو بھی فتوحات مکیّہ کی طرح قبول عام حاصل ہے۔ اس کی متعدد شروح اور تراجم، عربی، فارسی، ترکی اور اردو زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ ترکی زبان میں بولاق سے اس کی شرح ۱۲۵۲ھ میں شائع ہوئی ہے عربی زبان میں اس کی مشہور ترین شرح المعروف بہ "شرح کاشانی" ہے۔ جس کے شارح شیخ سدید الدین محمد الجندی، شیخ صدر الدین قونوی، مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی، شیخ عبد الغنی نابلوسی ہیں اور فارسی شارحین میں سب سے زیادہ شہرت حضرت شاہ نعمت اللہ ولی سہروردی کی ہے۔

برصغیر ہند و پاکستان میں سب سے پہلے شارح حضرت سید محمد معروف بہ گیسو دراز ہیں۔ جنھوں نے عربی زبان میں یہ شرح تحریر فرمائی ہے اور فارسی زبان میں مولوی احمد حسین صاحب کانپوری نے جو شائع ہو چکی ہے لیکن کمیاب ہے۔ اردو میں مولوی عبد القدیر صدیقی حیرت مرحوم نے ترجمہ کیا جسے نذیر سنز پبلی شرز اردو بازار لاہور نے شائع کیا۔ اسی کتاب کا ایک اور اردو ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی نے "خصوص الکلم فی حل فصوص الحکم" کے نام سے اگست ۱۹۷۸ئ میں شائع کیا۔ جسے نذیر سنز پبلی شرز اردو بازار لاہور نے شائع کیا۔ جبکہ ایک اور اردو ترجمہ محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی نے ۱۹۹۹ء میں کیا جسے تصّوف فاونڈیشن لاہور نے شائع کیا۔

فیہ مافیہ:

عام طور پر حضرت مولانا جلال الدین رومی (متوفی ۶۷۲ھ) اپنی مثنوی موسوم بہ "مثنوی معنوی" کے اعتبار سے پہچانے جاتے ہیں۔ دنیائے علم و ادب میں آپ کی شہرت کا موجب آپ کی مثنوی ہی سمجھی جاتی ہے۔ بہت کم حضرات اس بات سے آگاہ ہیں کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی نے نثر فارسی میں تین کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں یہاں ان ہی کتب کا تعارف آپ سے کرانا ہے۔ تینوں کتب میں زیادہ مشہور کتاب فیہِ مافیہ ہے۔ یہ مولانا رومی کی تمام تقاریر تصّوف کا مجموعہ ہے جو آپ اپنی مجالس پُر اخلاص میں مریدان باصفا کے سامنے کیا کرتے تھے۔ یہ مجموعہ ایران سے کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ ۱۳۱۸ھ میں شیراز سے اور ۱۳۳۳ھ میں تہران سے طبع ہوا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں بھی اصل کتاب اور اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے، جو "ملفوظات رومی" کے نام سے موسوم ہے۔ جس کے مترجم عبد الرشید تبسم ہیں جسے ۱۹۵۶ئ میں ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور نے شائع کیا۔

مکتوبات مولانا جلال الدین رومی:

یہ کتاب آپ کے ۱۳۵ مکتوبات کا مجموعہ ہے یہ مکتوبات رومی نے اپنے معاصرین کو جن میں امراء بھی شامل ہیں اور مریدان باصفا بھی، تحریر کئے ہیں۔ مکتوبات کے مجموعہ کو ڈاکٹر فریدوں نافذبک نے مرتب کیا ہے اور ۱۳۵۲ھ میں استنبول سے شائع ہوا۔

مجالس سبعہ مولانا روم:

یہ کتاب آپ کی ان تقاریر کا مجموعہ ہے جو آپ نے معین و مخصوص ایام و تواریخ میں ہزاروں افراد کے سامنے کی تھیں ان تقاریر کا موضوع بھی تصّوف اور رموز طریقت کی توضیح و تشریح ہے۔ یہ مجموعہ تقاریر ڈاکٹر فریدوں نافذبک کے اہتمام سے ۱۳۵۵ھ میں استنبول سے شائع ہو چکا ہے۔

مثنوی مولوی معنوی:

مولانا جلال الدین رومی کی مشہور زمانہ کتاب ہے۔ جس کا اردو ترجمہ ۱۳۹۸ھ میں قاضی سجاد حسین نے کیا اور جسے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد نے شائع کیا۔

نفحات الأنس:

نویں صدی ہجری کی تصوف پر ایک گرانمایہ مشہور زمانہ تصنیف ہے، کافی ضخیم ہے، ایران میں تصّوف کے موضوع پر آخری تصنیف ہے۔ یہ تصنیف شیخ مولانا نور الدین جامی نے ۸۸۱ھ میں لکھی۔ جس کا اردو ترجمہ شمس بریلوی نے ۱۹۸۲ء میں کیا۔ جسے مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی نے شائع کیا۔ جبکہ اس کتاب کا دوسرا ترجمہ مولانا سید احمد علی صاحب چشتی نظامی نے لکھا۔ جسے چنن الدین تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے شائع کیا۔

لَوائح:

یہ بھی شیخ مولانا نور الدین جامی کی تصنیف ہے، جس کا پہلا اردو ترجمہ ۱۹۷۹ء میں سید فیض الحسن فیضی نے کیا جسے اسلامک بک فائونڈیشن، لاہور نے شائع کیا، اسی طرح "شرح لوائح جامی" کے نام سے ایک اور ترجمہ الحاج کپتان واحد بخش سیال ربانی نے ۱۹۸۲ئ میں کیا۔ جسے بزم شہیدیہ، لاہور نے شائع کیا۔

معراج العاشقین:

اردو زبان میں تصّوف کی پہلی کتاب ہے۔ جس کی تصنیف سے اردو زبان حضرت بندہ نواز گیسو دراز کی احسان مند ہے۔ اس رسالہ کی دوسری خوبیاں اور مضامین کی ندرت اور مباحث کی بلندی اپنی جگہ مسلّم! میں سمجھتا ہوں کہ اس رسالہ کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ دنیائے تصّوف میں اردو زبان میں یہ تصّوف کے موضوع پر پہلی تصنیف ہے۔ متذکرہ بالا اہم اردو تراجم کے علاوہ سینکڑوں دیگر مختلف کتب تصّوف کے تراجم ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جن کے تعارف کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ اس وجہ سے بہت زیادہ اہم کتب کا مختصر تعارف اور ان کے اردو میں ہونے والے تراجم سے آپ کو روشناس کروادیا گیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، ترجمہ کا فن، (نظری مباحث)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ئ، ص:۱۱، ۱۰

۲۔ مضمون، اردو میں نثری تراجم کی روایت کا مختصر جائزہ، از نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، مشمولہ، ترجمہ روایت اور فن، مرتبہ، نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۵ئ، ص:۳۰

۳۔ عبید اللہ قدسی، مضمون، اردو میں عربی اور فارسی کے ترجمے، مطبوعہ، جریدہ، کراچی، کراچی یونیورسٹی، شمارہ نمبر ۵، بحوالہ اردو کے سائنسی اور فنیاتی تراجم کا جائزہ، از طارق محمود، مشمولہ: روداد سمینار، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، ترتیب اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ئ، ص:۴۸

۴۔ شان الحق حقی، مقالہ، ادبی تراجم کے مسائل، مشمولہ، روداد سیمینار، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، ترتیب اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ئ، ص:۲۱۷

۵۔ حضرت شمس بریلوی (مترجم)، عوارف المعارف، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، اپریل، ۱۹۷۷ئ، ص:۲۱